باسمہ تعالیٰ

۹۴۷/ ن

حضرت مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: اگر کوئی مسلمان کورونا وائرس میں انتقال کرجائے تو اس کے غسل اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہوگا؟
تمام ممکنہ صورتیں وحالات مدنظر رکھ کر تفصیلی رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

مستفتی: (مولانا) ارشد علی
بانی وناظم تنظیم مرکز دعوۃ الصدق، سیوہارہ، بجنور
موبائل نمبر: +919410281120

۱۱/۴ تتمہ/ ن ۱۴۴۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق:۔ اگر کسی مسلمان کا کورونا وائرس میں انتقال ہوجائے تو عام مرحومین کی طرح اُسے بھی غسل دینا شرعاً ضروری ہوگا بالخصوص جب کہ طبی اعتبار سے غسل دینے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو؛ کیوں کہ کی W.H.O (ڈبلیو، ایچ، او) یعنی: عالمی ادارہ صحت کی تحقیق کے مطابق کورونا وائرس میں انتقال کرنے والے افراد کی لاشوں کے ساتھ تعامل سے کسی کے متاثر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے؛ البتہ میت کو رکھنے، اٹھانے اور غسل وغیرہ میں حفاظتی احتیاطی تدابیر بہ طور خاص ملحوظ رکھی جائیں، اُن میں غفلت وبے احتیاطی نہ کی جائے۔

اور اگر کسی جگہ ہسپتال کا عملہ غسل دینے کی اجازت نہ دیتا ہو تو علاقہ کے بااثر ورسوخ حضرات یا ملی تنظیمیں، ذمہ داران اعلی سے رابطہ کرکے اس مسئلہ کو حل کریں اور W.H.O (ڈبلیو، ایچ، او) کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کی بنیاد پر غسل کی اجازت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں؛ البتہ اگر وہ ہسپتال ہی میں غسل کا انتظام کریں یا اپنے عملہ کے ذریعہ غسل دلائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

اور اگر خدانخواستہ میت کو غسل دینے کی کوئی صورت نہ بن سکے تو میت کو پیک کرنے سے پہلے تیمّم کرادیا جائے، مجبوری میں یہ تیمّم، غسل کے بدل ہوجائے گا۔ اور اگر ہسپتال کا عملہ تیمّم کا طریقہ سیکھ کر خود تیمّم کرادے تو یہ بھی کافی ہوگا۔

اور اگر کسی جگہ تیمّم کی بھی صورت نہ بن سکے اور ہسپتال کی طرف سے میت کو مکمل پیک اور سیل کردیا گیا ہو اور اُسے کھولنے کی قطعاً اجازت نہ ہو اور بہ صورت دیگر مختلف ناقابل برداشت مسائل وپریشانیوں کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں لواحقین کا میت سے دست بردار ہوجانا یا یوں ہی نماز جنازہ کے بغیر دفن کردینا درست نہ ہوگا؛ بلکہ ایسی مجبوری میں غسل اور تیمّم کا حکم شرعاً ساقط ہوجائے گا اور اسی حالت میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھ کر تدفین کردی جائے گی۔

اور اس صورت میں چوں کہ میت کی پیکنگ یا لفافے پر پانی بہانے، بھیگا ہاتھ یا بھیگا کپڑا پھیرنے یا اوپر ہی سے تیمّم کرانے کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے؛ اس لیے پیکنگ پر پانی بہانے، مسح کرنے یا تیمّم کرانے کی ضرورت نہیں؛ لہٰذا ان سب چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

صورت مسئولہ میں غسل اور تیمّم ساقط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح مطلق نماز کے لیے نمازی کی کلی یا جزوی طہارت ایسی شرط ہے، جو عذر ومجبوری میں ساقط ہوجاتی ہے، اسی طرح نماز جنازہ کے لیے میت کی طہارت بھی ایسی شرط ہے، ←

جو عذر و مجبوری میں ساقط ہو جاتی ہے۔ فقہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں (تفصیل فتوی: ۴۸۷/ن، ۱۱۳/تتمہ/ن، ۱۴۴۱ھ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اور پیکنگ یا لفافے پر پانی بہانا، مسح کرنا یا تیمّم کرانا اس لیے درست نہیں کہ شریعت میں غسل یا تیمّم کا حکم براہ راست بدن سے متعلق ہوتا ہے، کسی پیک کردہ چیز سے نہیں۔ اور پانی بہانے یا مسح کرنے کو مسح علی الجبیرہ پر قیاس کرنا غلط ہے؛ کیوں کہ یہ بدل سے اصل کی طرف عود کرنا ہے، جو غلط و باطل ہے؛ کیوں کہ پانی بہانا یا مسح کرنا غسل ہی کے درجے میں ہوتا ہے اور تیمّم متعذر ہو چکا ہے۔ اور شریعت میں وضو یا غسل کے تمام اعضا پر مسح کی کوئی نظیر نہیں ہے؛ بلکہ اگر فقہا کی صراحت کے مطابق مسح علی الجبیرہ، بعض اعضا کے غسل کے ساتھ جزوی طور پر پایا جاتا ہے۔ اور اگر اکثر اعضا زخمی ہوں کہ اُنھیں دھویا نہ جا سکے تو غسل کا حکم ساقط ہو کر تیمّم کا حکم ہوتا ہے۔ اور بعض علما نے مسح علی الجبیرہ پر قیاس کر کے جو پیکنگ پر تیمّم کا حکم دیا ہے، یہ باعث حیرت و تعجب ہے؛ کیوں کہ اصول فقہ میں یہ امر طے شدہ ہے کہ مقیس کا حکم، مقیس علیہ سے مختلف نہیں ہوتا اور یہاں مقیس علیہ کا حکم مسح (جو بہ حکم غسل ہوتا) ہے اور مقیس کا تیمّم، نیز پیکنگ پر تیمّم کرانے میں اعضائے تیمّم پر استیعاب بھی نہیں ہو سکے گا؛ جب کہ وضو کی طرح تیمّم میں بھی استیعاب شرط ہوتا ہے کما في عامة كتب الفقه والفتاوی۔

(الثامن) منها –من شروط التيمم– **(زوال ما يمنع المسح)** على البشرة **(كشمع وشحم)؛ لأنه يصير به المسح عليه لا على الجسد** (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي عليه، كتاب الطهارة، باب التيمم، ص: ۱۲۱، ط: دار الكتب العلمية، بيروت).

(تيمم لو) كان **(أكثره)** أي: أكثر أعضاء الوضوء عدداً وفي الغسل مساحة **(مجروحاً)** أو به جدري اعتباراً للأكثر **(وبعكسه يغسل الصحيح)** ويمسح الجريح (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم، ۱: ۴۲۹، ۴۳۰، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ۲: ۱۶۱، ۱۶۲، ت: الفرفور، ط: دمشق).

وإذا أجنب الرجل وعلى جميع جسده أو على أكثره جراحة أو به جدري، **فإنه يتيمم ولا يمسح على الجراحة ولا يغسل الموضع الصحيح**، فإن كان أكثر بدنه صحيحاً فإنه يغسل الصحيح ومسح على الباقي. وكذلك هذا الحكم في أعضاء الوضوء. ولو ترك المسح على الجبيرة إن كان يضره جاز وإلا فلا (مقدمة الغزوي ص: ۳۳،ب، ۳۴، الف، مخطوط).

قوله: "ويترك المسح كالغسل": أي: يترك المسح على الجبيرة كما يترك الغسل لما تحتها (رد المحتار).

قوله: "عن مسح نفس الموضع": أي: وعن غسله، وإنما تركه؛ **لأن العجز عن المسح يستلزم العجز عن الغسل**، ح [تحفة الأخيار على الدر المختار للحلبي، ص: ۸۱، ألف، مخطوطة](المصدر السابق). والعجز عن المسح يستلزم العجز عن الغسل، حلبي (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ۱: ۱۴۴، ط: مكتبة الاتحاد، ديوبند)۔ فقط والله تعالى أعلم۔

۶/۹/۱۴۴۱ھ = ۳۰/۴/۲۰۲۰ء، پنجشنبہ